منازل سلوک کے تقاضے کیسے پورے ہوں!
اس راہ کے مسافر کے لئے تحقیقی ہدایت نامہ
قطب مدینہ پبلشرز
کامل مُرید
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
مصنف
حضرت علامہ مولانا ناصر قادری مدظلہ العالی
باہتمام
حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری
عطاری کتب خانہ، G.K.2/44 شہید مسجد کھارادر،
کراچی، پاکستان فون: 0303-7234660
0303-7235442
قطب مدینہ پبلشرز

نام کتاب : **کامل مرید**

مصنف: علامہ محمد ناصر العطار المدنی فاضل جامعۃ المدینہ

بااہتمام : جناب محمد کاشف اشرفی قادری عطاری

ناشر: **قطب مدینہ** پبلشرز، ٹریڈ ایونیو تائن فلور،
کمرہ نمبر 49-47 فون 2432429 موبائل 0303-7286258

ضخامت : 38 صفحات

قیمت : روپے

کمپوزنگ : عمیر رضا عطاری کمپوزنگ (603734)

☆ملنے کا پتہ☆

۱۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور۔
۲۔ مکتبہ غوثیہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی نمبرا کراچی فون 4943368
۳۔ صفہ پبلشرز سولجر بازار، گلزار حبیب کراچی
۴۔ مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی/ شہید مسجد کھارادر کراچی 2314045
۵۔ مکتبہ مصطفیٰ / ۴۔ مکتبہ قاسمیہ رضویہ ابرائٹ کارنر، سبزی منڈی کراچی۔
۶۔ ضیاء الدین پبلشرز شہید مسجد کھارادر کراچی فون 203918
۷۔ مکتبہ رضویہ، گاڑی احاطہ آرام باغ کراچی فون 2637897
۸۔ مکتبہ البصریٰ چھوٹی گٹی حیدر آباد سندھ فون 641926
۹۔ مدنی کیسٹ ہاؤس مرکز اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور/ ۹۔ سنی کتب خانہ۔ مرکز
۱۰۔ اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور ۱۰۔ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
۱۱۔ قادری کتب خانہ ۹۰ سیٹھی پلازہ علامہ اقبال چوک سیالکوٹ فون: 591008
۱۲۔ مکتبہ ضیائیہ بوھر بازار راولپنڈی فون 552781 ۱۳۔ مکتبہ غوثیہ عطاریہ، ریل بازار، وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔
۱۴۔ مکتبہ قطب مدینہ، صابری مسجد رنچھوڑ لائن کراچی۔

تقریظ

کامل مرید

الحمدللہ رب السموات والارض والصلوۃ والسلام علی سیدالانبیاو الرسل وعلی الہ واصحابہ و اولیاء امتہ وعلماء اہل السنۃ والجماعۃ امابعد فاعوذ باللہ من الشطین الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اپنی رحمتِ کاملہ سے اس دنیا میں اپنی پیاری اور برگزیدہ ہستیوں کو مبعوث فرمایا' بے شک اللہ جل شانہ اس پر قادر ہے کہ وہ انسانیت کی رہنمائی اپنی رحمت سے فرمادیتا' مگر یہ اس کی مشیت ہے' انبیاء علیہ السلام کے بعد یہ سلسلہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور تابعین کے ذریعے جاری رہا' تاکہ وہ یہی پیغام لوگوں تک پہنچائیں' اور لوگ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے قرب کو حاصل کریں۔

مگر یہ قرب اور فضیلت کیسے حاصل ہو اس کے لیے نبی اکرم ﷺ کا وہ عمل مبارک ہے جب آپ ﷺ نے درخت کے نیچے صحابہ کرام سے بیعت فرمائی جو کہ بیعتِ الرضوان کے نام سے مشہور ہے۔

یہ بیعت اس لیے تھی کہ آپ ﷺ ہمیں جو حکم فرمائیں گے ہم بلا چون چرا اس حکم کی دل و جان سے پیروی کریں گے۔ اور آپ ﷺ کے حکم پر جان قربان کردیں گے جیسا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے احوال سے عیاں ہے لہذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پاک بندوں کے فیض وبرکات سے بہرور ہونے کے لیے آداب بیان فرمائے ہیں جیسا کہ قران پاک میں ارشاد ہے۔ یاایھاالذین امنو لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقواللہ ان اللہ سمیع علیھم (سورۃ الحزاب)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا اور جانتا ہے۔

یہی وہ آداب ہیں جو کہ طالبِ فیض کو اپنانا چاہیے تا کہ بزرگوں کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو سکے۔

عام انسان کے لیے سب سے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ وہ کسی شیخ کامل سے بیعت و ارادت کرے تا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی سنتِ مبارکہ کی پیروی کا جذبہ ملے اور یہ پیرِ کامل کے در سے ہی ممکن ہے جو کہ محاصل والقران والسنۃ ہو وہی اپنے مریدوں کی کامل رہنمائی کر سکتا ہے اور وہی مرید "کامل" بنا سکتا ہے۔

الختصر برادرم علامہ محمد ناصر العطاری المدنی فاضل جامعۃ المدینہ کی تالیف کردہ کتاب "مریدِ کامل" کا چند جگہ سے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا' محترم نے بڑے پیارے اور اچھے انداز سے بیعت اور اس کے مفہوم کو واضح کیا ہے اور وہ افعال بیان کیے ہیں جن کو اپنا کر ایک مرید "مریدِ کامل" بن سکتا ہے مگر یہ قسمت والوں کا ہی حصہ ہے ہر ایک کو یہ سعادت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ موصوف نے بیان فرمایا کہ مُرید کو چاہیے کہ پیر و مرشد کی ہر بات پر لبیک کہے پیر کے ہر حکم کی پیروی کرے' پیر کی کسی بات پر معترض نہ ہو اور اپنے شیخ کی ناراضگی سے ڈرے' ورنہ بدبختی اس کی منتظر ہوگی۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔

جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو اس سے میرا اعلانِ جنگ ہے" (بخاری شریف)

الحمدللہ محترم نے نہایت خوبصورت انداز میں مرید کے آداب بیان فرمائے ہیں جو کہ آپ اس کتاب میں انشاءاللہ عزوجل پڑھیں گے' اللہ تعالیٰ مؤلف کی سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

علامہ محمد عبدالجبار عطاری المدنی

ناظم تعلیمات جامعۃ المدینہ

وجہ تالیف

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ دنیاوی اغراض و مقاصد، ذاتی فوائد اور اپنی حاجت فاسدہ کے لیے پیر تلاش کرتے ہیں۔ اس کتابچہ کو تالیف کرنے کا سبب دراصل ان مریدوں کی اصلاح کی کوشش ہے جن کے لیے سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ارادت کا دعویٰ کرے اور اس کے غیر کو طلب کرتا ہو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے مخلوق میں دنیا کے مریدوں کی کثرت ہے جب کہ آخرت کے مریدوں کی قلت، اے تقدیر اور کاتبِ تقدیر سے ناواقف انسان تجھ پر افسوس ہے کیا تو یہ گمان رکھتا ہے کہ اہلِ دنیا تجھے اس شے کے دینے پر قادر ہیں جو تیری تقدیر میں نہیں، ہرگز نہیں یہ تو شیطان کا وسوسہ ہے جو تیرے دل و دماغ میں رچ بس گیا ہے اس لیے تو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے بجائے اپنے نفس کی خواہشات اور مال و دولت کی بندگی کر رہا ہے اس بات کی کوشش کر کہ تو کسی فلاح والے (مرشدِ کامل) کو پالے کہ جس کی پیروی سے تجھے فلاح و کامیابی مل سکے۔ اور اولیاء اللہ فرماتے ہیں جس نے فلاح والے کو نہ دیکھا اسے فلاح نہ ملے گی لیکن تو فلاح والے کو دیکھتا بھی ہے اور سر کی آنکھوں سے نہ کہ دل و دماغ اور ایمان کی آنکھوں سے گویا کہ تیرے پاس ایمان ہی نہیں کہ بصیرت قلبی حاصل کر کے اپنی بھلائی کو دیکھ سکے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن وہ دل جو سینوں کے اندر ہیں وہ نابینا ہو جاتے ہیں۔ تو نابینا ہے اپنے لیے بینائی دینے والا تلاش کر تو جاہل ہے اپنے لیے معلم ڈھونڈ جب کوئی ایسا قابل مرشد تجھے مل جائے تو اس کا دامن پکڑ لے اور اس کے اقوال و مشوروں کو قبول کر اور اس سے سیدھا راستہ پوچھ جب تو اس کی رہنمائی سے سیدھی راہ پر پہنچ جائے گا تو وہاں جا کر بیٹھ جا (اور درجہ کمال حاصل کر) کہ تو اسے اچھی طرح پہچان لے۔ اس وقت ہر گمراہ تیری طرف رجوع کرے گا اور لوگ تجھ سے روحانی غذا حاصل کریں گے۔'' (فتح الربانی)

اللہ عزوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ میرے مرشد کامل کے وسیلہ جلیلہ سے میری اس ادنیٰ سی کوشش کو قبول فرمائے۔ اور مریدین کو صحیح معنوں میں بیعت کا مفہوم سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وعلیٰ الک واصحابک یاحبیب اللہ

مُرید کامل

بیعت کا مفہوم اور اس کی ضرورت و اہمیت

اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

"بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔" (سورۃ الاعلیٰ)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو فلاح و کامیابی کے طالب ہیں انہیں چاہیے کہ اپنے نفس کو پاک و صاف کرنے کا اہتمام کریں ایسا کرنے سے وہ فلاح کے راستے پر گامزن ہو جائیں گے اور کامرانی ان کے قدم چومے گی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن حاصل کرنے کا طریقہ کیسے معلوم ہو تو اس کا جواب یہی ہے کہ جس طرح کوئی فن سیکھنے کے لیے اس فن کے استاد کی ضرورت پڑتی ہے اور بغیر استاد کی شاگردگی اختیار کیے وہ فن نہیں سیکھا جا سکتا بالکل اسی طرح مرشدِ کامل کی بیعت کے بغیر قلب و نفس کی صفائی ناممکن ہے۔

بیعت نام ہے بک جانے کا یا خود کو بیچ دینے کا یعنی مرید اپنی جان مال عزت و آبرو اپنے تمام تر اختیارات اپنے مرشد کامل کے حوالے کر دے اور اپنی کسی چیز پر اپنی من مانی نہ کرے بلکہ وہی کرے جو مرشدِ کامل اس سے کہے۔ ایسا کرنے سے یعنی کسی مرشدِ کامل سے بیعت ہو جانے سے نہ صرف یہ کہ راہِ شریعت و طریقت پر چلنا دشوار نہیں رہتا بلکہ یہ تمام منازل طے کر لینے کے ساتھ ساتھ معرفتِ الٰہی کا حصول اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

ایسا شخص جو کسی پیرِ کامل سے بیعت نہیں ہوتا تو شیطان اس کا پیر بن جاتا ہے۔اور پھر وہ اسے اپنی مرضی پر چلاتا ہے اور یوں وہ شیطان کے گمراہ کن جال میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔شیطانی وسوسے اسے ہر دم پریشان کیے رہتے ہیں اور پھر وہ قدم قدم پر شیاطین جن وانس اور نفسِ امارہ کے فریب سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔

چنانچہ چاہیے کہ کسی مرشدِ کامل کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا جائے تا کہ قلب ونفس کی صفائی و پاکیزگی بھی حاصل ہو جائے اور انسان اپنے اعمال کے بارے میں بارگاہِ الٰہی عزوجل میں سرخرو ہو سکے اور شیطانی چالیں اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔

مرشدِ کامل یا پیرِ کامل وہ شخص ہوتا ہے جو نہ صرف شریعت وطریقت کے اسرار و رموز سے واقف ہوتا ہے بلکہ راہ سلوک کی تمام تر منازل بھی طے کر چکا ہوتا ہے تزکیہ نفس وتصفیہ باطن اور معرفتِ ربانی کیسے حاصل ہو سکتی ہے وہ خوب جانتا ہے چنانچہ اس راہ پر چلنے کے لیے پیرِ کامل سے بڑھ کر کوئی راہ بر (راہبر) ور رہنما نہیں لہذا چاہیے کہ اس کے اقوال اس کے مشوروں کو سنا جائے۔اس پر عمل کیا جائے اس کی رہنمائی میں یہ راستہ طے کیا جائے تو یقیناً درجہ کمال تک پہنچنا کچھ مشکل نہیں۔

ضرورت بیعت کی اہمیت اس مثال سے بھی بخوبی سمجھ میں آ جائے گی کہ جس طرح دنیا کا مال و دولت جو ہم جمع کرتے ہیں جب اس مال کے چوری ہو جانے یا چھن جانے کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے تو ہماری یہی کوشش ہوتی ہے کہ اپنا مال ہم کسی ایسے شخص کے پاس رکھوادیں جو اسکی حفاظت ہم سے بہتر طور پر کر سکتا ہو اور چور اس سے یہ مال چھیننے میں کامیاب نہ ہو سکے، بالکل اسی طرح ایک مسلمان اس دنیا میں اپنی زندگی ایمان اور نیکیوں کی دولت جمع کرنے میں گزار دیتا ہے۔اور جب راہِ آخرت کی طرف جانے کا وقت آتا ہے تو شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ مسلمان کے اس قیمتی خزانے کو لوٹ لے اور اسے تہی داماں کردے تا کہ اس آخری سفر میں وہ خالی ہاتھ رہ جائے اور اس دنیا سے جاتے

وقت ناکام و نامراد لوٹے۔ چنانچہ چاہیے کہ دنیا کے مال کی طرح آخرت کے لیے جمع کیا گیا خزانہ بھی محفوظ ہاتھوں میں دے دیا جائے تاکہ شیطان اسے لوٹنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ لہذا مرشدِ کامل کی ہی ذات ہے جو ہمارے ایمان کے خزانے کی حفاظت بخوبی کر سکتی ہے۔

اس ضمن میں ایک ایمان افروز واقعہ (سنئے) جس سے ضرورتِ بیعت کی اہمیت و افادیت واضح ہوگی۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی نزع کا وقت جب آیا تو شیطان ان کے پاس آ گیا کیونکہ شیطان اس وقت بھرپور کوشش کرتا ہے کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے چنانچہ اس نے پوچھا اے رازی تم نے ساری عمر مناظروں میں گزاری بتاؤ تمہارے پاس خدا کے وجود پر کیا دلیل ہے۔ آپ نے ایک دلیل دی وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے اس نے وہ دلیل علم کے زور پر توڑ دی آپ نے دوسری دلیل دی اس نے وہ بھی توڑ دی یہاں تک کہ آپ نے ۳۶۰ دلیلیں قائم کیں اس نے وہ سب توڑ دیں آپ سخت مایوس و پریشان ہوئے شیطان نے کہا اب بول خدا کو کیسے مانتا ہے تو آپ کے پیر و مرشد حضرتِ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے میلوں دور کسی مقام پر وضو فرما رہے تھے اور چشمِ باطن سے یہ مناظرہ بھی دیکھ رہے تھے آپ نے وہاں سے آواز دی اے رازی! کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں خدا کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں امام رازی نے یہ کہا اور حالتِ ایمان میں جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (ملفوظات)

اس عظیم الشان واقعہ سے مرشد کامل کی بیعت کی اہمیت و افادیت روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی مرشدِ کامل دنیا و آخرت نزع و قبر و حشر بوقت حساب و پل صراط سب جگہ اپنے مریدین کی حالت پر مطلع ہوگا اور ہر مصیبت و سختی میں اپنے مرید کی مدد کرے گا۔

بیعت کی اقسام

بیعت کی دو اقسام ہوتی ہیں (۱) بیعت برکت (۲) بیعت ارادت

ا۔ بیعتِ برکت

بیعتِ برکت کے معنی ہیں کہ صرف تبرک کے لیے بیعت ہو جانا یعنی کسی مرشد کامل سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے اس سے وابستہ ہو جانا۔ یہ بیعت بھی بہت مفید اور باعث سعادت ہوتی ہے کہ اس بیعت کے ذریعے محبوبانِ خدا کی غلامی کا پٹا گردن میں پڑ جاتا ہے۔ ان محبوبانِ خدا کی نسبت حاصل ہو جاتی ہے ان کی صحبت باسعادت حاصل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بدبختی دور اور خوش بختی نصیب ہو جاتی ہے اور پھر یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ یہ محبوبانِ خدا اپنا نام لینے والے اور بیعت رکھنے والے کو اپنی نظرِ رحمت کے حصار میں لے لیتے ہیں اور خوب فیض و کرم کے موتی اس پر نچھاور کرتے ہیں جیسا کہ بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص آپ کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہو اور نہ خرقہ پہنا ہو کیا وہ آپ کے مریدوں میں شمار ہوگا آپ نے فرمایا جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل کرے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اسے توبہ کی توفیق دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں، میرے سلسلے والوں، میرے پیروکاروں اور میری نسبت رکھنے والوں میرے عقیدت مندوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ حصولِ برکت کے لیے کسی پیر کامل سے بیعت ہو جانا بے فائدہ نہیں بلکہ بہت ہی سودمند ہے آج کل بیعت کی یہ قسم بہت عام ہے یہ الگ بات ہے کہ بہت سے بدنیت لوگ اپنے ذاتی مفاد مقاصد اور اغراضِ فاسدہ کے لیے یہ بیعت کرتے ہیں۔ لیکن اس کا انجام دنیا و آخرت کی ذلت کی شکل میں انکے سامنے آجاتا ہے۔ جب

تک کہ نیک بندہ (فرادکی) یہ بیعت انہیں فلاح وکامیابی کے راستے پر گامزن کردیتی ہے۔

۲۔بیعتِ ارادت

بیعتِ ارادت یہ ہوتی ہے کہ مرید اپنا آپ اپنے پیر کامل کے حوالے کردے اپنا تمام تر اختیار وارادہ ختم کرکے اپنے پیرِ کامل کی مرضی پر چلنے لگے اسے اپنا مالک اپنا حاکم اور اپنا متصرف جانتے ہوئے کوئی بات اس کی مرضی کے خلاف نہ کرے کوئی قدم اس کے ارادے کے بغیر نہ رکھے راہِ سلوک کی منازل طے کرتے وقت اپنے پیر کامل کو ہی اپنا رادِ بر و رہنما مانے اگر مرشد کے کچھ احکام یا فیصلے یا اس کی ذات میں کچھ کام صحیح معلوم نہ ہوں یا سمجھ میں نہ آتے ہوں تو بھی اپنے دل میں کوئی اعتراض وسوسہ پیدا نہ ہونے دے اور اپنی عقل کا فتور جانے کوئی مشکل یا پریشانی آئے تو اپنے شیخِ کامل کی ہی طرف رجوع کرے اپنے مرشد کامل کی اطاعت وفرمانبرداری میں ایسے رہے جیسے کوئی مردہ کسی زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور مردے کو کوئی اختیار نہیں ہوتا زندہ جیسے چاہے اسے رکھے، ہر آسانی ودشواری خوشی ونا گواری میں اس کا حکم بجالائے اور کسی حکم میں چوں چرا نہ کرے۔

"مرید کے معنی"

لفظ "مرید" ارادہ سے بنا ہے بمعنی قصد کرنا، لہذا مرید کے معنی ہوئے ارادہ کرنے والا، چونکہ مرید اللہ کی امن کا طالب ہوکر شیخ کے پاس جاتا ہے لہذا اسے مرید کہتے ہیں۔

مرید ہونے کا مقصد دراصل اللہ عزوجل سے عہد کرنا ہوتا ہے کہ مولیٰ میں تیرا بندہ اور فرمانبردار رہوں گا، مگر چونکہ اللہ عزوجل تک ہماری رسائی نہیں لہذا اس کے کسی نیک بندے ولی کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ عہد کرتے ہیں کیونکہ عہد کرتے وقت ہاتھ بھی ملاتے ہیں لہذا بیعت کرتے وقت شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جاتا ہے۔

مزارِ شیخ کی زیارت کے آداب

۱۔ مرید کا شیخ کے مزار کے گرد چکر لگانا شیخ کے قلب کی حرمت وتعظیم ہے۔

ہوتی ہیں۔
۲۔ مزار پر پھول لے جا کر رکھے کیونکہ ارواح خوشبو سے بہت خوش ہوتی ہیں۔
۳۔ مزار کے آگے زیادہ دیر نہ بیٹھے صرف اتنی دیر بیٹھے کہ جتنی دیر سورۃ یسین پڑھتے ہیں، کہ اگر زیادہ دیر بیٹھے تو نگاہ ادھر ادھر ہوگی جس سے مزار شریف کی بے حرمتی کا اندیشہ ہے۔
۴۔ جتنی دیر بیٹھے یا تو مزار کو تکتا رہے یا آنکھیں بند کر کے شیخ کو تکتا رہے اور اگر عبادت میں مشغول ہوگا تو پیر بہت خوش ہوں گے۔
۵۔ مزارِ شیخ کے سامنے کسی شخص کی تعظیم نہ کرے مگر اس کی جس کی شیخ اپنی زندگی میں تعظیم کیا کرتے تھے۔
۶۔ مزارِ شیخ کی سمت کا خاص خیال رکھے اور اس کی حرمت ملحوظ رکھے نہ ہی اس سمت پیر کرے اور نہ ہی تھوکے۔

آدابِ مرشد

درجِ ذیل وہ آداب پیش کیے جاتے ہیں جو مریدین اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت بجالائیں۔
۱۔ جب مرید پیر کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرے تو اس کے چہرہ خوش جمال پر محبت بھری نگاہ جمائے اور زیارت باسعادت کا فیض حاصل کرے۔
۲۔ یا پھر نگاہ اپنے پیروں پر رکھے کھڑا رہے اور اگر بیٹھا ہو تو اپنے سینہ پر نگاہ کرے۔
۳۔ پیر کے سامنے دوڑ کر نہ چلے نہ بہت آہستہ چلے۔
۴۔ اگر کوئی چیز لایا ہے تو سامنے رکھ دے لیکن اگر قرآن شریف یا کوئی تبرک لایا ہے تو نہایت ادب کے ساتھ پیش کرے۔
۵۔ جب شیخ کی خدمت سے واپس ہو تو شیخ کی طرف پیٹھ نہ کرے جو شخص شیخ کی خدمت میں زیادہ آمد و رفت رکھتا ہے تو اس سے ہمیشہ یہ اہتمام نہ ہو سکے گا لہذا اسے

چاہیے کہ پیر کے سامنے سے دو تین قدم الٹا چل کر پیٹھ کرے پہلے ہی قدم پر پیٹھ نہ کرے۔

۶۔ جب پیر کے سامنے بیٹھے تو ادھر ادھر نہ تکتا رہے اور گھڑی گھڑی نہ اٹھے بیٹھے البتہ جب پیر اٹھے تو وہ بھی اٹھ کھڑا ہو یا جب پیر تشریف لائیں تو تعظیماً اٹھ کھڑا ہو۔

۷۔ پیر کے سامنے اونگا نہ کرے اور اگر نیند بہت غلبہ کرے تو کہیں اور جا کر سو رہے۔

۸۔ پیر کے سامنے وظیفہ پڑھے نہ تلاوت کرے اور نہ پیر کو تنہا چھوڑ کر نفل پڑھنے چلا جائے۔

۹۔ پیر کے سامنے پان بھی نہ کھائے اگر پیر خود حکم دے تو تعمیل بجالائے۔ اگر پیر کے سامنے کبھی کھانا کھانے کا اتفاق ہو تو بہت تمیز کے ساتھ چھوٹے چھوٹے نوالے لے۔ انگلیاں، سالن میں نہ بھرے حتی الامکان سنت کے مطابق کھانا کھائے۔

۱۰۔ پیر کی مجلس میں بیٹھا ہو تو بغیر کسی بہت ضرورت کے مجلس چھوڑ کر نہ جائے۔

۱۱۔ پیر جب اسے دیکھیں تو اپنی نظریں نیچے کرلے پیر کی آنکھوں سے آنکھیں نہ ملائے۔

۱۲۔ پیر سے سوائے دعا کے کوئی اور سوال نہ کرے۔

۱۳۔ پیر کے پاس زیادہ آنا جانا مناسب نہیں (مشکوک محسوس ہو اپنے مرشد پہ شک نہ کرے۔)

۱۴۔ پیر جو کچھ فرمائیں تعمیل بجالائے اگر حکم ہو اپنے مرشد پہ شک نہ کرے تا ان سے کام لے اور کیونکہ پیر کامل ان باتوں کی حکمتوں سے واقف ہوتا ہے جن سے مرید واقف نہیں۔ مرشد کامل آگے تک دیکھتا ہے اور اسی کے مطابق حکم دیتا ہے جب کہ مرید ان اسرار و رموز سے ناواقف۔

۱۵۔ اگر شیخ اپنے کسی خاص کام کا حکم دیں تو اس کو اپنے لیے بہت بڑی سعادت

سمجھے۔

۱۶۔ ہر وقت پیر کا تصور دل و دماغ میں رکھے کسی بھی لمحے پیر کے تصور سے غافل نہ ہو۔

۱۷۔ پیر کا نام اکثر وردِ زبان رکھے۔

۱۸۔ رفتار گفتار نشست و برخاست میں پیر کا اتباع کرے۔

۱۹۔ امورِ بشری میں پیر کو اپنے سے بھی زیادہ سمجھے امورِ الٰہی میں اسے عارفِ کامل جانے۔

۲۰۔ اپنے ہر اچھے کام کو پیر اور اللہ عزوجل کی عنایت و اعانت پر موقوف جانے۔

۲۱۔ مرید ہمیشہ یہ اعتقاد رکھے کہ پیر غیب کے مشاہدے میں ہے اور یہ یقین رکھے کہ پیر کی نظر مرید کے دل پر رہتی ہے۔

۲۲۔ یہ اعتقاد ضرور رکھے کہ پیر جو کچھ کرتے ہیں اللہ عزوجل کے حکم سے کرتے ہیں پیر سے بڑھ کر اللہ عزوجل کا کوئی ولی نہیں اور اگر پیر کے بھی پیر موجود ہوں تب بھی یہی یقین رکھے مجھ کو جو فیض اپنے پیر سے پہنچ سکتا ہے وہ پیر کے پیر سے نہیں پہنچ سکتا۔ مرید کے اس عقیدے کے سبب پیر کے پیر ہی اس سے خوش ہوں گے اور اس پر مہربان ہوں گے۔ البتہ مرید کو چاہیے کہ پیر کے پیر کا بھی اسی طرح احترام کرے جیسے اپنے پیر کا کرتا ہے۔

۲۳۔ پیر اگر اپنا پہنا ہوا کپڑا عاریت کرے تو اسے تبرک سمجھے اپنے لیے باعث رحمت سمجھے اسے بہت احتیاط سے محفوظ رکھے اور عید وغیرہ خصوصی ایام میں اس کی زیارت کرے۔

۲۴۔ پیر سے ایسی محبت رکھے کہ اپنے والدین بیوی بچوں مال دولت اور [illegible] جان سے بھی زیادہ پیر کو محبوب رکھے۔

۲۵۔ اپنا خواب پیر کے سامنے عرض کرے تو تعبیر نہ پوچھے اگر پیر خود ہی بتادے تو

۲۶۔ پیر کی خدمت میں جو کچھ بھی خرچ کرے اور پیر اس کو قبول فرمائیں تو اس کا شکریہ بجالائے اپنے لیے بہت بڑی سعادت سمجھے اور پیر کا اپنے اوپر احسان سمجھے۔

۲۷۔ اگر خواب میں پیر کو بری حالت میں دیکھے تو پیر کی طرف شبہ نہ کرے بلکہ یہ تصور رکھے کہ دنیا میں کوئی ایسا حادثہ رونما ہونے والا ہے جس سے مخلوق کی یہ حالت ہوجائے گی۔

۲۸۔ پیر کے تصرف و اختیار، علمِ غیب اور اس کے ولی کامل ہونے سے متعلق ایسا پختہ عقیدہ رکھے کہ پیر سے کسی کرامت کے ظہور کی طلب نہ رہے۔

۲۹۔ اپنے پیر بھائی کے مریدان و معتقدین سے محبت رکھے اور اپنی شادی مہمانی یا غم کی حالت میں بھی اپنے پیر بھائی سے صحبت رکھے کیونکہ یہ بھی پیر سے محبت کی علامت ہے۔

۳۰۔ پیر سے اگر کوئی لغزش ہوجائے تو اس کی حجت نہ بنائے کہ پیر کی لغزش کو حجت قرار دینا بہت بڑی بدبختی ہے۔

۳۱۔ خواب میں اگر اپنے پیر کی نسبت کوئی خلاف بات دیکھے تو بدعقیدہ نہ ہو کہ اللہ عزوجل اپنے دوستوں سے مختلف معاملات رکھتا ہے۔

۳۲۔ حتی الامکان پیر کی خدمت جان و دل ہاتھ پیر سے بجالائے اور شکر ادا کرے کہ پیر کی ہی عنایت سے خدمت کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔

۳۳۔ ہر لحہ پیر کی درازی عمر علم و عمل میں برکت اور قربِ خداوندی کی دعا کرے کہ یہ بھی پیر سے محبت کی علامت ہے۔

۳۴۔ اگر مرید ایک بار یہ کہہ دے کہ میں پیر کا مرید نہیں ہوں تو وہ ارادت سے خارج ہوگیا اگرچہ اس کے بعد کتنا ہی اعتقاد کرلے۔

۳۵۔ پیر کے سامنے فضول گوئی سے اجتناب کرے کسی کی شکایت اور عیب جوئی نہ

کرے اور نہ ہی خود اپنے عیب بیان کرے تا کہ پیر کو رنج و غصہ لاحق ہو۔

۳۶۔ جو کچھ خدا سے طلب کرنا ہے وہ اپنے پیر کے وسیلے سے طلب کرے مثلاً فضل و کرم جمال و جلال، قرب و قبولیت یہ سب اپنے پیر سے ہی طلب کرے۔

۳۷۔ حتی الامکان مرید یہ کوشش کرے کہ پیر پر کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالے بلکہ پیر کا بوجھ خود اٹھائے۔

۳۸۔ پیر کی بیویوں کو اپنی ماں جیسا درجہ دے اور اس کے گھر کی تمام مستورات کو قابلِ احترام جانے۔ پیر کی منظورِ نظر چیز پر اپنی نظر بھی نہ ڈالے۔

۳۹۔ جب پیر مرید کو خلافت و اجازت عطا کریں تو فوراً ہی مرید کرنا نہ شروع کر دے اور نہ ہی اپنے آپ کو شیخ سمجھے اور اگر کسی کو مرید بھی کرے یہ سمجھے کہ یہ کام عاریتاً میرے سپرد کیا گیا ہے لیکن اگر پیر اس کام سے خوش ہو تو جاری رکھے۔

۴۰۔ اگر پیر عزت دے تو عزت اختیار کرے اگر ذلت دے تو ذلیل رہے۔ا

۴۱۔ مرید کو ایک ہی پیر سے وابستہ رہنا لازم ہے اپنے زمانہ کے تمام مشائخ سے نیک گمان رکھے لیکن اپنے شیخ کے دامن ہی سے وابستہ رہے اور تمام کاموں میں اس پر اعتماد کرے۔

۴۲۔ ایسا وظیفہ جو کسی خاص عمل یا خاص مقصد حاصل کرنے کے لیے ہو اس کے پڑھنے کے لیے پیر کی اجازت ضروری ہے،

۴۳۔ تصورِ شیخ کا حاصل ہو جانا پیر و مرید کے درمیان کامل نسبت کی علامت ہے حضرتِ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی القول الجمیل میں فرماتے ہیں ”جب مرشد موجود نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان محبت و تعظیم سے خیال کرتا رہے پس اس کے تصور سے وہی فائدہ پہنچے گا جو اس کی محبت سے پہنچتا ہے۔

۴۴۔ اگر پیر موجود نہ ہو تو اس کی نسبت گاہ کی زیارت کرے اور وہی ادب ملحوظ رکھے جو پیر کے ساتھ لازم ہے یعنی اس کے روبرو نہ بیٹھے ادب کے ساتھ اس کے سامنے

کھڑا ہو اس کی طرف پشت نہ کرے یہی تصور رکھے جیسے پیر وہاں تشریف رکھتے ہیں۔
اگر چہ پیر انتقال فرما چکے ہوں کیونکہ پیر کی روح ارواح خاصہ میں سے ہے ایک ہی وقت
میں قبر میں بھی اور مجلس میں بھی اور رب عزوجل کے حضور بھی۔

۴۵۔ اگر پیر وصال پا چکے ہوں تو ایصالِ ثواب سے ان کی روح کو خوش کیا کرے
اور ہر وقت پیر پیر زبان سے جاری رکھے۔

۴۶۔ پیر کے مکان کی سمت پیر نہ کرے، اور نہ اس سمت تھوکے۔

مُریدانِ کامل کے ایمان افروز واقعات

مریدان کامل کے ایمان افروز واقعات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم جان سکیں
کہ ہمارے اسلاف و بزرگانِ دین اپنے پیرومرشد سے کس قدر والہانہ وابستگی الفت و
محبت رکھا کرتے تھے اور ان کی تعظیم وادب واحترام میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے ان کی حتی
الامکان یہی کوشش ہوا کرتی کسی طرح ان کے پیرومرشدان سے راضی اور خوش ہو جائیں
جب کہ آج کل لوگوں کا یہ حال ہے کہ مرید ہو جاتے ہیں کسی سے بیعت تو کر لیتے ہیں
لیکن اس بیعت کا حق ادا نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے مرشدِ کامل کے فیض وکرم
سے محروم رہ جاتے ہیں اور اپنی دنیا کے ساتھ ساتھ عاقبت بھی خراب کر لیتے ہیں۔ درجِ
ذیل واقعات کو دل کی آنکھوں سے پڑھیے تاکہ صحیح معنوں میں اپنے پیرومرشد کا حق ادا
کر سکیں اور دنیاوی واخروی نعمتوں اور فضل وکرم سے مالا مال ہو جائیں اور اپنے مرشدِ
کامل کے ہی توسط سے قربِ الٰہی عزوجل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

۱۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی قدس سرہ ایک روز
ایک مجلس میں تشریف فرما تھے احباب آپ کے گرد جمع تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے بیٹھے کئی
مرتبہ کھڑے ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بات یہ ہے کہ ہمارے پیرومرشد دستگیر
کی خانقاہ میں ایک کتا رہا کرتا تھا اسی شکل وصورت کا کتا سامنے گلی سے کئی مرتبہ گزرا میں

اس کی تعظیم کے لیے اٹھتا تھا۔ (آداب اطریقت)

فائدہ

سبحان اللہ ہم شکل کتے کی اتنی تعظیم یہ اپنے مرشد کی تعظیم ہی تھی کہ ان کی خانقاہ کے رہنے والے کتے کا ہمشکل کتا بھی آپ کے لیے باعث ادب و احترام ٹھہرا۔ واقعی مریدانِ کامل ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

۲۔ حضرتِ یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے حضرتِ خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ نکال لوں ان مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرتِ یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا حضرتِ خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرتِ یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔ (تصوف طریقت)

فائدہ

سبحان اللہ! بیعت کہتے ہی اسے ہیں کہ مرید اپنے مرشد ہی سے طلب رکھے اور یقینِ کامل رکھے کہ میرے پیرو مرشد ہی مجھے سب کچھ عطا کرنے والے اور میری مدد فرمانے والے ہیں، یہ عقیدہ و اعتماد مریدانِ کامل کا ہی خاصہ ہے مرید جب تک یہ عقیدہ نہیں رکھے گا کہ میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ سے میرے لیے بہتر ہے نفع نہیں پا سکتا اور نہ ہی مرید کامل کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے۔

۳۔ حافظ الحدیث سیدی احمد سلجماسی کہیں تشریف لے جا رہے تھے راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسین عورت پر پڑ گئی پہلی نظر بلا ارادہ تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھی تو دیکھا کہ پہلو میں آپ کے مرشد حضرتِ سید عبد العزیز دباغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں "احمد عالم ہو کر یہ حرکت" آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر فوراً تائب ہو گئے۔

(تصوف وطریقت)

فائدہ:

معلوم ہوا تصورِ شیخ مرید کو وہی فائدہ (دنیا تک) پہنچاتا ہے جو ان کی محبت سے پہنچتا ہے یعنی مریدانِ کامل جو اپنے مرشد کی غیر موجودگی میں اس کے تصور کو اپنے قلب و نظر میں محبت و تعظیم و ادب سے خیال کرتے ہیں وہ مرشد کا فیض اس کی غیر موجودگی میں بھی حاصل کرتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصورِ شیخ بلا تکلف حاصل ہو جانا (ہی) پیر و مرید کے درمیان کامل نسبت کی علامت ہے۔ (تصوف و طریقت)

۴۔ سیدی محمد حنفی رحمتہ اللہ علیہ اپنے حجرہ شریف میں وضو فرما رہے تھے کہ اچانک ایک کھڑاؤں (جوتی) ہوا میں پھینکی اور وہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرہ میں باہر جانے کی کوئی راہ نہ تھی اور اپنی دوسری کھڑاؤں (جوتی) خادم کو عطا فرما دی کہ جب واپس آنے تک اپنے پاس رکھے ایک مدت کے بعد ایک شخص ملک شام سے وہ کھڑاؤں تحائف کے ساتھ لایا اور عرض کی جزاک اللہ تعالیٰ جب چور میرے سینے پر بیٹھا اور مجھے قتل کرنا چاہا تو میں نے اپنے دل میں کہا یا سیدی محمد حنفی اسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینے پر لگا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گیا اور مجھے آپ کی برکت سے اللہ عزوجل نے نجات بخشی (انوار الانتباہ)

فائدہ

سبحان اللہ! مرید کامل جب کسی مشکل گھڑی میں اپنے مرشد سے مدد طلب کرتا ہے تو یہ ولی کامل اپنے مرید کی فوراً امداد کو آتے ہیں اس کی نگہبانی فرماتے ہیں اور کسی وقت غافل نہیں ہوتے اور واقعی مرید کامل کی یہ نشانی ہے کہ ہر مصیبت میں اس کی زبان پر صرف اپنے پیر و مرشد کا ہی نام آتا ہے۔

۵۔ سید حضرت ابو العباس سری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس ہزار دینار جو کہ ان کے پاس تھے اپنے مرشد سید حضرت محمد حنفی رحمتہ اللہ علیہ پر خرچ کر دیئے اور فرمایا کہ اگر میرے پاس اس رقم سے زیادہ رقم ہوتی تو میں اس کو بھی اپنے شیخ پر خرچ کر دیتا لوگ جب آپ کو

اس بات پر ملامت کرتے تو آپ فرماتے کہ یقیناً دنیا کے تمام خزانے اگر میرے پاس ہوں تو میں وہ سب اپنے شیخ پر لٹا دوں اس تمام پر مال پر وہ ایک ادب زیادہ فضیلت رکھتا ہے جو میں نے اپنے شیخ سے سیکھا سبحان اللہ (آداب مشائخ)

فائدہ

سبحان اللہ مرید کامل کی یہی شان ہوا کرتی ہے کہ ان کا اپنا کچھ بھی نہیں ہوتا سب کچھ اپنے شیخ پر لٹا دینا پسند کرتے ہیں مرید کامل اپنے شیخ کے قدموں پر سب کچھ نثار کر دینے کے باوجود یہی خواہش رکھتا ہے کہ اسے اگر مزید کچھ حاصل ہو تو وہ بھی اپنے مرشد کی نذر کر دے۔

۲۔ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مسواک عطا فرمائی تو کچھ لوگوں نے یہ مسواک آپ سے ہزار درہم کے بدلے میں خریدنا چاہی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ (آداب المشائخ)

فائدہ

واضح
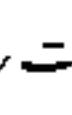
سبحان اللہ مریدوں کا ایسے کامل مریدان کامل کی ایک علامت یہ بھی ہوا کرتی ہے کہ وہ اپنے مرشد یہاں تک کہ اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز محبوب رکھتے ہیں اور دنیا کی کوئی دولت اس نسبت پر حاوی نہیں ہوتی۔

۳۔ حضرت شیخ ابو سلیمان دارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول تھے اس وقت آپ کے مرید شیخ احمد بن ابوالحواری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو پکارا کہ تنور گرم ہو گیا ہے آپ نے جواب میں کہا اس میں گھس جاؤ شیخ احمد نے یہ عہد کیا تھا کہ اپنے مرشد کی نافرمانی نہیں کریں گے چنانچہ مرشد کی تعمیل میں تنور میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ سلیمان نے اپنے خدام کو انہیں تنور سے نکالنے کا حکم دیا جب شیخ احمد تنور سے باہر نکلے تو آگ نے ان کا کچھ نہ بگاڑا تھا وہ بالکل صحیح تھے۔ (بزم اولیاء)

فائدہ۔

سبحان اللہ! مرید کامل اپنے مرشد کی ہر ہر بات کی تعمیل اپنے لیے فرض سمجھتا ہے خواہ بظاہر حکم پر عمل نقصان دہ نظر آئے مگر مرید کامل کے لیے اپنے مرشد کا حکم ہر چیز پر حاوی ہوتا ہے اور وہ اپنے مرشد کا ہر ہر حکم بجالانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔

آدابِ مرشد قرآن حکیم کی روشنی میں

بیعت کی اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ۱۴۰۰ صحابہ کرام سے درخت کے نیچے بیعت لی جسے بیعت الرضوان کہا جاتا ہے اس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے۔'' (سورۃ فتح)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں اسی لیے آپ ﷺ سے بیعت اللہ تعالیٰ سے بیعت ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ خلیفہ سے بیعت اصل سے بیعت ہوتی ہے لہذا ہم بالواسطہ طور پر اپنے پیرومرشد کے ذریعے رحمت عالم ﷺ سے بیعت کرتے ہیں چنانچہ علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ اپنی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ سے بیعت کی سنت اور مشائخ کرام سے اکتساب فیض کا ثبوت ملتا ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں ''پیر کامل کے سوا کسی کو ہاتھ نہ پکڑاؤ کیونکہ اس کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کی دستگیری حاصل ہے۔اے مرید! وہ اپنے وقت کے نبی کا مظہر ہے کیونکہ اس سے نبی کا نور جھلکتا ہے تو اسی کی وجہ سے حدیبیہ میں پہنچ گیا اور ان بیعت کرنے والے صحابہ کرام کا ساتھی بن گیا ہے'' (مثنوی جلد ۵)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر صحابہ کرام کو ان کے مرشد کامل نبی کریم ﷺ کے آداب سکھائے ہیں یہ وہ آداب ہیں جو ہر مرید کو اپنے شیخ کے ساتھ روا رکھنے چاہیے کہ بغیر آداب اپنائے کوئی مرید اپنے پیر سے فیض حاصل نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مرید یہ

یقین رکھے کہ اسے بارگاہِ نبوی سے جو بھی ملے گا اس کے شیخ کے وسیلہ سے ہی ملے گا چنانچہ چاہیے کہ مرید اپنے شیخ کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیے اور اس سے انہی آداب کے ساتھ پیش آئے جو قرآن حکیم نے سکھائے ہیں،

اللہ تعالیٰ نے ایک ادب یہ سکھایا کہ ارشاد ہوا۔

۱۔ یاایھاالذین امنو لا تقدمو بین یدی اللہِ ورسولہ الخ (سورۃ حجرات رکوع ۱)

ترجمہ: قرآن کریم میں پہلا ادب صحابہ کرام کو سکھایا گیا کہ اپنے مرشدِ کامل نبی کریم ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ یعنی کسی بھی بات میں حضور ﷺ کے سامنے جلدی نہ کرو بلکہ تابع رہو نہ ہی آپ ﷺ سے پہلے کوئی بات کرو نہ ہی آپ ﷺ کے سامنے کسی کام میں سبقت کرو، خواہ چلنے پھرنے کا معاملہ ہو یا کھانے پینے کا، بات چیت کا موقعہ ہو یا اٹھنے بیٹھنے کا خواہ کسی سوال کا جواب ہی دینا ہو کسی بھی معاملے میں رسول ﷺ سے پیش قدمی نہ کرو۔

چنانچہ صحابہ کرام اپنے مرشدِ کامل ﷺ کی بارگاہ میں اللہ عزوجل کے بتائے گئے انہیں آداب پر مکمل عمل پیرا تھے۔ لہذا ایک مرید کامل کو بھی صحابہ کرام کے اس نقشِ قدم پر چلنا چاہیے کہ جب وہ اپنے مرشدِ کامل کی بارگاہ میں حاضر ہو تو بتائے گئے طریقے کے مطابق آداب بجالائے اور کوئی بھی معاملہ ہو اپنے مرشد سے آگے نہ نکلے بلکہ اس کے تابع رہے اس کے پیچھے پیچھے رہے۔

آیت ۲۔ یا ایھاالذین آمنو لا ترفعوآ اصواتکم فوق صوتِ النبی والا تجھرو لہ بالقولِ کجھر بعضکم بعضٍ ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (الحجرات رکوع ۱)

ترجمہ'' قرآن حکیم میں اللہ عزوجل نے مجلس نبوی ﷺ کا یہ ادب سکھایا کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز مبارک سے زیادہ کسی کی آواز کا بلند ہونا یا آپ ﷺ سے دورانِ گفتگو

بلند آواز سے اس طرح بات کرنا جیسے آپس میں کرتے ہیں بڑی ہی محرومی و بدبختی کا سبب ہے اس گستاخی و بے ادبی کے نتیجے میں نیک اعمال برباد ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لہذا مرید کامل کو چاہیے کہ وہ اللہ عزوجل کے بیان فرمائے گئے اس ادب پر عمل پیرا ہو اور اپنے پیرو مرشد کے سامنے گفتگو سے پرہیز کرے اور اگر بات کرنا ضروری ہو تو آواز انتہائی مدھم رکھے کہ اس کی آواز مرشد کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے کہ شیخ رسول اللہ ﷺ کا وارث اور نائب ہوتا ہے اور اس کی بے ادبی دراصل رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی ہے جو کہ بعض اوقات سلب توفیقِ ایمان کا موجب ہو جاتی ہے۔

آیت ۴۔ ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ولو انھم صبر وحتی تخرج الیھم لکان خیراً لھم واللہ غفور رحیم

ترجمہ: یہاں ایک اور ادب سکھایا جا رہا ہے کہ جس وقت آپ ﷺ اپنے گھر میں آرام فرماتے ہوں اس وقت باہر کھڑے ہو کر نام لے کر آپ ﷺ کو پکارنا بے ادبی و گستاخی ہے یہی ادب ایک مرید کامل کو اپنے مرشد کے ساتھ بجالانا چاہیے کہ جب مرشد کے پاس جائے تو اس کے مکان پر پہنچ کر آواز دینے یا دروازہ پر دستک دینے سے پرہیز کرے اور دروازہ کے باہر ہی بیٹھ جائے جب تک کہ مرشد خود ہی باہر تشریف نہ لے آئیں اور جب مرشد تشریف لے آئیں تو پہلے مرشد جس مقصد سے باہر تشریف لائے ہیں وہ مقصد پورا ہو لینے دے اسکے بعد مرشد جب اس کی طرف متوجہ ہوں تو اپنا مدعا بیان کرے۔ کہ اللہ عزوجل اپنے محبوب ﷺ اور اس کے سچے نائبوں کا ادب کرنے والوں کے قلوب کو تقویٰ کے لیے خاص کر دیتا ہے اور اس کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم لکھ دیتا ہے۔

آیت ۵۔ یا ایھا الذین امنو لا تقولو راعنا وقولو انظرنا واسمعو ولکفرین عذاب الیم

آدابِ مرشد اور صحابہ کرام

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی محبت واطاعت رسول اللہ ﷺ سے
محبت واطاعت سے مشروط ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا کہ جس نے رسول کی
اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے رسول سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت
کی جس نے رسول کو راضی کیا اس نے اللہ کو راضی کیا۔

یعنی اللہ عزوجل کو پانے کے لیے پہلے اس کے محبوب ﷺ کو پانا پڑے گا اگر اس کے
رسول کو راضی کرلیا تو پھر اللہ عزوجل کی محبت ورضا کا حاصل کرنا کچھ مشکل نہیں یعنی رسول
اللہ ﷺ اللہ تک پہنچنے کا واحد ذریعہ ہیں یعنی جس نے اپنے پیر ومرشد کی رضا وخوشنودی کو
حاصل کرلیا تو اب رسول اللہ ﷺ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا کچھ مشکل نہیں جس نے
اپنے شیخ سے محبت وتعظیم روا رکھی گویا اس نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور ان سے محبت کی
جس نے اپنے مرشد کامل کی اطاعت کی اس کا ادب کیا گویا اس نے رسول اللہ ﷺ کی
اطاعت کی اور آداب بجالائے یعنی ہمارے مشائخ عظام رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ تک
پہنچا دیتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی ایسی اطاعت کریں اور ان کا ایسا ادب کریں جیسے
صحابہ کرام اپنے پیر کامل ﷺ کی اطاعت کیا کرتے تھے اور آداب بجالاتے تھے۔

ذیل میں دیے گئے صحابہ کرام کے واقعات سے یہ بات خوب واضح ہوجاتی ہے کہ
ہر مرید پر اپنے مرشد کامل کا جو کہ اس سے علم وعمل ومرتبہ میں بلند تر ہے ادب کرنا اور اس کی
تعظیم کرنا فرض ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نہ صرف یہ کہ خود بھی اپنے مرشدِ کامل ﷺ کا ادب
بجالاتے بلکہ آپ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی اور بدنیتی برداشت نہ کرتے ایسی
تعظیم اور ایسی محبت مریدانِ کامل کا ہی خاصہ ہے۔

ا۔ ایک مرتبہ حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی
ایک برتن میں لیے باہر آئے تو صحابہ کرام اس پانی کے لیے جھپٹ پڑے اور جس کو پانی کا

ایک قطرہ نہ ملا اس نے دوسرے صحابی کے ہاتھ کی تری کو چھو کر اپنے چہرے پر مل لیا۔ (بخاری، مسلم، مشکواۃ)

۲۔ایک صحابی رحمتِ عالم ﷺ کے سرِ مبارک کے بال اتار رہے تھے اور صحابہ کرام اردگرد گھیرا ڈالے کھڑے تھے اور زمین پر گرنے سے پہلے ہی بالوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے اور بطورِ تبرک محفوظ کر لیتے۔ (مسلم شریف بخاری شریف)

۳۔حضرتِ عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے پاس حضور ﷺ کا ایک بال ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیھا سے زیادہ محبوب ہے" (بخاری شریف)

سبحان اللہ اپنے مرشدِ کامل ﷺ کا تبرک صحابہ کرام کے لیے دنیا و مافیھا سے برتر و عزیز تر ہوتا تھا۔آج بھی مریدانِ کامل صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے پیرو مرشد کا تبرک اپنے لیے سرمایہ کل تصور کرتے ہیں۔

۴۔حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ گیا جو کی روٹی اور شوربہ جس میں کدو اور گوشت تھا حضور ﷺ کے سامنے لایا گیا کھانے کے دوران میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو کی قاشیں تلاش کر رہے ہیں اسی دن سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا۔

سبحان اللہ! صحابہ کرام کی اپنے مرشدِ کامل ﷺ سے محبت ملاحظہ فرمائیں کہ جو ان کے آقا پسند فرماتے صحابہ کرام اپنے لیے بھی وہی پسند کرتے اور یقیناً ایک مرید کامل اپنے پیرو مرشد کی پسند کو اپنی پسند بنا لیتا ہے اور اسے محبوب رکھتا ہے معلوم ہوا کہ اگر مرشد کی پسند کو اپنی پسند بنا لینا صحابہ کرام کا شعار تھا اور آج بھی مریدان کامل صحابہ کرام کی اس مبارک سنت کو ادا کرتے ہیں۔

۵۔حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی صحبت مبارکہ میں پہنچنے کے بعد آپ کے لیے اپنا چین چین نہ سمجھا اور نہ اپنی راحت راحت سمجھی بلکہ سب کچھ آپ ﷺ پر قربان

کردیا کوئی معرکہ ہو یا امن کا زمانہ سفر ہو یا قیام حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کو ہر طرح کا آرام پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے۔

دھوپ کا وقت ہوتا تو حضور ﷺ کے لئے سایہ کا انتظام کرتے پڑاؤ ڈالا جاتا تو خیمہ نصب کرتے معرکوں میں ہوتے تو یہ حضور ﷺ کے محافظ ہوتے۔

۶۔ حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب آپ ﷺ کہیں تشریف لے جانے لگتے تو پہلے آپ ﷺ کو نعلین مبارکہ پہناتے پھر جب آپ ﷺ کہیں مجلس میں بیٹھنے لگتے آپ ﷺ کے پاؤں مبارکہ سے نعلین پاک اتارتے آپ ﷺ غسل کا ارادہ فرماتے تو پردہ کا انتظام کرتے آپ ﷺ آرام فرما ہوتے تو آپ کے حکم کے مطابق بیدار کرتے، آپ ﷺ سفر میں جاتے تو بچھونا مبارک مسواک مبارک نعلین پاک وضو کا پانی ساتھ رکھتے۔

۷۔ حضرتِ ربیعہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شب و روز آپ ﷺ کی خدمتِ بابرکت میں مصروف رہتے جب آپ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے تو دروازہ پر بیٹھ جاتے کہ مبادا آپ ﷺ کو کوئی ضرورت پیش نہ آجائے۔

۸۔ حضرتِ عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کی اونٹنی کو ہانکتے ہوئے چلتے تھے۔

۹۔ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اپنے مرشد کامل ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے جب بھی آپ ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کا انتظام کرتے۔

۱۰۔ حج کے موقعہ پر حضرتِ اُسامہ اور حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ تھے ایک ہاتھ میں اونٹ کی نکیل تھی اور دوسرے صحابہ آپ ﷺ کے سر مبارکہ پر کپڑا تانے ہوئے چلتے تھے کہ آفتاب کی شعاعیں آپ ﷺ کے چہرہ مبارکہ کو گرم نگاہوں سے دیکھنے نہ پائیں۔

۱۱۔ حضرت عمرو بن الجموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک فیاض صحابی تھے ان کو رسول اکرم ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ جب آپ ﷺ نکاح کرتے تو وہ آپ ﷺ کی جانب سے دعوتِ ولیمہ کرتے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حضور ﷺ سے محبت وعقیدت ہی تھی کہ جب آپ ﷺ کو رنج ہوتا تو تمام صحابہ کو رنج ہوتا اور آپ ﷺ خوش ہوتے تو صحابہ کرام بھی اس خوشی میں خوش ہوتے۔

صحابہ کرام اپنے مرشدِ کامل ﷺ کی خدمت کو اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھتے اور بڑھ چڑھ کر آپ ﷺ کی خدمت بجالاتے چنانچہ چاہیے کہ مرید کامل بھی صحابہ کرام کے شعار کو اپناتے ہوئے اپنے مرشدِ کامل کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

۱۲۔ حضور ﷺ ایک مرتبہ ایک راستے سے گزرے راستے میں ایک بلند قبہ یعنی گنبد کسی مکان پر بنا ہوا دیکھا فرمایا یہ کس کا ہے لوگوں نے ایک انصاری صحابی کا نام بتایا آپ ﷺ کو یہ شان وشوکت ناگوار گزری مگر اس کا اظہار نہیں فرمایا کچھ دیر بعد وہی انصاری صحابی آئے اور سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے ناراضگی کی وجہ سے منہ پھیرلیا۔ انہوں نے دوبارہ سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے پھر جواب نہ دیا۔ تو انہوں نے صحابہ کرام سے حضور ﷺ کی ناراضگی کا سبب معلوم کیا تو صحابہ نے بتایا کہ راستے میں تمہارے مکان پر قبہ بنا ہوا دیکھا ہے یہ بات سن کر وہ انصاری صحابی فوراً گئے اور اس قبہ کو گرا کر ایسا زمین کے برابر کردیا کہ اس کا نام ونشان بھی نہ رہا۔ (ابوداؤد)

سبحان اللہ! صحابہ کرام اپنے مرشد کامل کی ایک لمحہ کی ناراضگی بھی برداشت نہ کرسکتے تھے اور آپ ﷺ کی خوشنودی کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح ایک مرید کامل بھی اپنے پیرومرشد کی خوشی کے لیے سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتا ہے اور اپنے مرشد کی ناراضگی اسے کسی طور گوارا نہیں ہوتی وہ اپنے مرشد کی رضا کے لیے ہر کام کر گزرتا ہے۔

۱۳۔ حضور ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں ایک یہودی اور ایک مسلمان منافق میں کسی

بات پر جھگڑا ہو گیا یہودی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو میں حضور ﷺ سے فیصلہ کرواؤں گا یہودی ہو کر اسے حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر اسقدر اعتماد تھا چنانچہ وہ کوشش کر کے اس مسلمان نما منافق کو سرکار ﷺ کی بارگاہِ عدالت میں لے آیا حضور ﷺ نے واقعات سن کر اس یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس منافق نے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا یہ فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا میں حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیصلہ کرواؤں گا۔ یہودی بولا عجیب آدمی ہو کوئی بڑی عدالت سے ہو کر چھوٹی عدالت میں بھی جاتا ہے۔ جب تمہارے پیغمبر ﷺ فیصلہ دے چکے تو اب عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر وہ منافق نہ مانا اور اس یہودی کو لے کر حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیصلہ طلب کرنے لگا تو یہودی بولا جناب پہلے یہ بات سن لیجئے ہم اس سے پہلے محمد ﷺ سے فیصلہ لے آئے ہیں، اور انہوں نے فیصلہ میرے حق میں دے دیا ہے لیکن یہ ماننے کو تیار نہیں اور اب آپ کے پاس آ پہنچا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ بات سنی تو منافق سے پوچھا کیا یہودی جو کچھ بیان کر رہا ہے درست ہے مسلمان نما منافق نے کہا ہاں سرکار ﷺ اس کے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں۔ مگر میں آپ سے فیصلہ کروانا چاہتا ہوں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا ٹھہرو میں ابھی آیا اور ابھی تمہارا فیصلہ کرتا ہوں یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے اور پھر ایک تلوار لے کر باہر نکلے اور اس منافق کی گردن پر یہ کہتے ہوئے تلوار ماری کہ جو حضور ﷺ کا فیصلہ نہ مانے اس کا فیصلہ یہ ہے۔ حضور ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا واقعی عمر کی تلوار کسی مومن پر نہیں اٹھتی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرما دی۔ تیرے رب کی قسم! یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمہیں اے اللہ کے رسول اپنا حاکم نہ مانیں اور تمہارا فیصلہ تسلیم نہ کریں۔"

سبحان اللہ! صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے مرشدِ کامل حضور ﷺ کے ہر فیصلہ پر سر

تسلیم خم کر دیا کرتے تھے اور اللہ عزوجل نے بھی مومن ہونے کی یہی علامت بیان فرمائی کہ مومن وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کا ہر فیصلہ بلا چون و چرا تسلیم کر لے۔ لہذا اسی طرح مرید کامل ہونے کی (بھی) ایک علامت یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام کے شعار کو اپناتے ہوئے اپنے پیرومرشد کے ہر فیصلہ کو بلا جھجک و بلا تاخیر تسلیم کر لے اپنے پیرومرشد کے فیصلے کو ہر ایک کے فیصلے پر ترجیح دے۔

14۔ حضرتِ اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کے صحابہ کرام آپ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور انکا یہ حال تھا گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں یعنی نہایت سکون سے اور ہمہ تن گوش ہو کر سرکار ﷺ کی ہر ہر بات سنتے سروں کو جھکا لیتے اور بالکل خاموشی و توجہ سے ہر بات سنتے۔

سبحان اللہ! بارگاہِ رسالت ﷺ میں یہ ادب و احترام صحابہ کرام کے دل میں ان کے مرشد کامل ﷺ کی عقیدت و احترام کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ صحابہ کرام کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے مریدین کامل بھی اپنے پیرومرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور خاموشی و توجہ سے نگاہوں کو جھکا کر ہاتھ باندھے باادب بیٹھتے ہیں اور اپنے مرشد کامل کے ایک ایک لفظ کو بغور سنتے ہیں۔

15۔ حضرتِ عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم خدا کی میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد ﷺ کے صحابہ ان کی تعظیم کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ وضو فرماتے ہیں آپ کے صحابہ وضو کا بچا ہوا پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کا آبِ دہن مبارکہ یا آب بینی شریف، یا آب حلق مبارکہ جدا ہونے نہیں پاتا کہ آگے بڑھ کر اپنی ہتھیلیوں پر لے لیتے ہیں اور اپنے چہروں

اور جسموں پر مل لیتے ہیں۔ (بخاری شریف)

(۱۶) حضرتِ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے چند موئے مبارک تبرکاً رکھے ہوئے ہوتے تھے۔

۱۷۔ حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے منبر مبارک کی نشست گاہ پر اپنے ہاتھوں کو پھیرتے پھر ان ہاتھوں کو اپنی چہرے پر مل لیتے۔

سبحان اللہ! حضور ﷺ کا یہ ادب کہ صحابہ کرام اپنے مرشد کامل ﷺ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز خواہ بچا ہوا پانی ہو یا وہ چیز جو دستِ اقدس سے چھوگئی ہو ان سب کی تعظیم و توقیر کیا کرتے تھے ایک مرید کامل بھی اپنے پیر و مرشد کے تبرکات سے ایسی ہی محبت کرتا ہے اور ان کا ادب کرتا ہے۔

صفحہ نمبر 23 کی بقیہ عبارت یہاں درج کی گئی ہے

یعنی یہودی حضور ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو کر لفظ راعنا سے آپ کو خطاب کرتے جس کے عربی میں معنی "ہماری مصلحت کی رعایت فرمایئے" ہے لیکن ان یہودیوں کی عبرانی زبان میں اس لفظ کے معنی برے ہیں اور یہ یہودی یہ لفظ آپ ﷺ کی بارگاہ میں بری نیت سے ہی کہتے۔ لیکن بعض مسلمان اس برے مفہوم سے ناواقف تھے لہٰذا وہ بھی راعنا ہی پکارتے جس سے یہودی خوش ہوتے چنانچہ اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں مسلمانوں کو یہ ادب سکھایا اور حکم فرمایا کہ اے ایمان والوں تم لفظ راعنا مت کہا کرو بلکہ اس کے بجائے انظرنا کہہ دیا کرو کہ اس کے بھی وہ معنی ہیں جو راعنا کے ہیں لیکن راعنا میں گستاخی کا شائبہ ہے اس لیے انظرنا کہا کرو۔

قرآن حکیم میں بتائے گئے اس ادب کے پیشِ نظر مرید کامل کو بھی چاہیے کہ جس امر میں یا جس بات میں شیخ کی توہین یا بے ادبی کا ہلکا سا شائبہ بھی محسوس ہو فوراً اس کو ترک کردے کہ یہی محبت کا ثبوت ہے اور مرید کامل ہونے کی علامت بھی۔

۵۔ انما المومنون الذین امنو باللہ ورسولہ واذا کانو معہ علی امر جامع لم یذھبو حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنوک اولئک الذین

یومنون باللہ ورسولہ فاذا استاذنوک ببعض شانہم فاذن لمن شئت منہم واستغفر لہم اللہ ان اللہ غفور رحیم (سورہ نور آیت ۶۲)

ترجمہ: اللہ عزوجل نے اس آیت مبارکہ میں مومنوں کو یہ ادب بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو کسی مقصد کے لیے جمع کریں تو کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ بارگاہِ نبوی ﷺ سے بغیر اجازت لیے چلا جائے۔

چنانچہ مریدین کو بھی یہی ادب سکھایا گیا ہے کہ جب ان کے پیرومرشد اپنے پاس بلائیں تو فوراً حاضر ہوں اور مریدین پر یہ حق ہے کہ اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہ جائیں اور جو بغیر اجازت لیے وہاں سے چلا گیا اس کا شمار بے ادبوں میں ہوگا اور اس کی یہ بے ادبی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔

لاتجعلو دعآءِ الرسول بینکم کدعآءِ بعضکم بعضاً

ترجمہ:

اس آیتِ کریمہ میں صحابہ کرام کو اپنے مرشد کامل ﷺ کا یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ جب بھی حضور ﷺ کو مخاطب کرنا ہو تو آپس میں ایک دوسرے کی طرح اسکا نام لے کر نہ پکارو بلکہ عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے مخاطب کرو یارسول اللہ ﷺ، یا مولا ﷺ یا حبیب ﷺ اللہ وغیرہ۔

چنانچہ صحابہ کرام ہمیشہ آپ ﷺ کا نام لینے کے بجائے یارسول اللہ ﷺ یا حبیب اللہ ﷺ آقا وغیرہ کے خطاب سے پکارتے صحابہ کرام کی اسی سنت پر چلتے ہوئے مریدین کامل بھی اپنے پیرومرشد کا نام لے کر ذکر نہیں کرتے بلکہ ان کے لیے بھی تعظیمی نام استعمال کرتے۔

فتویٰ برائے آدابِ مرشد

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ بکر اور خالد زید کے مرید ہیں زید نے بکر کو کہا خالد کے خلاف اگر تم نے کچھ کہا یا خالد کی مخالفت کی تو تم دنیا وآخرت میں میرے نہیں اب زید کے اس فرمان کے بعد بکر نے خالد کی مخالفت چند وجوہاتِ شرعی اور چند وجوہاتِ تنظیمی کی وجہ سے کی آیا کہ بکر کی زید سے بیعت ٹوٹ گئی یا نہیں جب کہ زید کا قول ذکر کیا گیا ارشاد فرمائیں کہ بکر کے لیے کیا حکم ہے؟

سائل: محمد امجد عطاری نیو کراچی

الجواب بعون الوهاب

اللهم هداية الحق والصواب

اگر شیخ جامع شرائط ہو تو مرید کیلیے اپنے شیخ پر اعتراض کرنا یا اس کی نافرمانی کرنا درست نہیں۔ اسی طرح شیخ جس کی اطاعت کا حکم دے اور نافرمانی سے منع کرے تو اسکی اطاعت سے گریز کرنا اور نافرمانی میں سعی کرنا بھی درست نہیں کہ اس میں بعینہٖ شیخ کی نافرمانی ہے۔ اگر مرید اپنے شیخ کے حکم کے برعکس کرے گا تو یہ اس کے لیے دنیا وآخرت میں ہلاکت کا باعث ہے۔ جیسا کہ غنیۃ الطالبین میں ہے ”مرید پر واجب ہے کہ ظاہر میں اپنے شیخ کی مخالفت نہ کرے اور باطن میں اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ گناہ کرنے والا ظاہر میں ادب کا تارک ہوتا ہے اور دل سے اعتراض کرنے والا اپنی ہلاکت کے پیچھے پڑتا ہے بلکہ مرید کو چاہیے کہ شیخ کی حمایت میں ہمیشہ کے لیے اپنے نفس کا دشمن بن جائے۔ شیخ کی ظاہری اور باطنی طور پر مخالفت سے اپنے آپ کو روکے اور نفس کو جھڑک دے۔ اور قرآن پاک کی یہ آیت کثرت سے تلاوت کرے۔

ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا

غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم

اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ایمان کے ساتھ ہم سے پہلے گزر گئے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کے لیے کھوٹ نہ ڈال اے ہمارے رب بے شک تو مہربان رحم والا ہے۔

اگر شیخ سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو شریعت میں ناپسند ہے تو مثالوں اور اشاروں کے ساتھ اسے خبردار کرے واضح طور پر نہ کہے تا کہ اس کے دل میں اس سے نفرت نہ پیدا ہو اگر اس میں کوئی عیب دیکھے تو پردہ پوشی کرے اور اپنے نفس کو تہمت لگائے اور شیخ کے لیے کوئی شرعی تاویل کرے اگر شرعی طور پر کوئی عذر نہ ہو سکتا ہو تو اس کے لیے بخشش طلب کرے اور توفیق علم، بیداری، حفاظت، اور حمیت و غیرت کی دعا مانگے لیکن مرشد کو معصوم نہ سمجھے۔ (انسانوں میں صرف انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں) اس بات کی کسی دوسرے کو اطلاع نہ دے۔ اور جب دوسرے دن یا کسی دوسرے وقت واپس آئے تو اس عقیدہ کے ساتھ آئے کہ وہ عیب اب زائل ہو چکا ہوگا اور شیخ اس سے اگلے مرتبہ کی طرف منتقل ہو چکا ہوگا۔ اس پر ٹھہرا نہیں ہوگا۔ اور یہ بات اس سے غفلت اور دو حالتوں کے درمیان جدائی کے باعث واقع ہوئی ہے۔ کیونکہ دو حالتوں کے درمیان کچھ فصل ہوتا ہے اور شرعی رخصتوں، اباحتوں کی طرف رجوع نیز عزیمت اور سختی کو ترک کرنے کا حق ہوتا ہے۔ جس طرح دو کمروں کے درمیان دلہیز کا اور دو مکانوں کے درمیان ایک مکان ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پہلی حالت ختم ہوتی ہے اور دوسری حالت کی چوکھٹ پر کھڑا ہوتا ہے۔ (ابھی اندر داخل نہیں ہوتا لہذا اس وقت کچھ کوتاہی ہو سکتی ہے) ایک ولایت سے دوسری کی طرف انتقال ہے۔ ایک ولایت کا لباس اتار کر دوسری ولایت کا لباس پہننا ہے جو اعلیٰ واشرف ہے کیونکہ ان لوگوں کو قرب الٰہی سے حصول میں روزانہ اضافہ حاصل ہوتا ہے۔

اگر مبتدی سالک اپنے شیخ کو غضب ناک پائے اس کے چہرے پر ناگواری کے

اثرات دیکھے یا کسی قسم کا اعراض محسوس کرے تو اس سے تعلق ختم نہ کرے بلکہ اپنے باطن کی کھوج لگائے شیخ کے حق میں بے ادبی یا کوتاہی ہوئی اگر اس کا تعلق امر خداوندی کو بجانہ لانے اور منہیات شرع کے ارتکاب سے ہے تو اپنے رب عزوجل سے بخشش مانگے توبہ کرے اور دوبارہ یہ جرم نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے پھر شیخ کے ہاں عذر پیش کرے۔ عاجزی اور ذلت کا اظہار کرے اس کی چاپلوسی کرے، مستقبل میں مخالفت ترک کرکے اس کی محبت اختیار کرے ہمیشہ ساتھ رہے اور اس کی موافقت کرے۔ اور اسے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسیلہ اور واسطہ بنائے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۷۱۸۔۷۱۹)

نیز امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "بیعت ارادت کہ اپنے ارادہ اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد ہادی برحق واصل بحق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کردے اسے مطلقاً اپنا حاکم و مالک و متصرف جانے اس کے چلانے پر راہِ سلوک چلے کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے اس کے لیے اس کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں انہیں افعال خضر علیہ السلام کے مثل سمجھے اپنی عقل کا قصور جانے اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے یہ بیعت سالکین ہے اور یہی مقصود و مشائخ مریدین ہے یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے۔ یہی حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لی ہے جیسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

کہب ایعنا رسول اللہ ﷺ علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وان لا تنازع الامر اھلہ

ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری میں ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون و چرا نہ

کریں گے۔ شیخ ہادی کا حکم رسول اللہ کا حکم ہے اور رسول اللہ کا حکم اللہ کا حکم اور اللہ کے حکم میں مجال دم زدن نہیں' اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا.

کسی مسلمان مرد عورت کو نہیں پہنچتا کہ جب اللہ و رسول اللہ ﷺ کسی معاملہ میں کچھ فرمادیں پھر انہیں اپنے کام کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ و رسول کی نافرمانی کرے وہ کھلا گمراہ ہوا۔ عوارف شریف میں ارشاد فرمایا دخولہ فی حکم الشیخ دخولہ فی حکم اللہ ورسولہ واحیاء سنۃ المبایعۃ

شیخ کے زیر حکم ہونا اللہ و رسول کے زیر حکم ہونا ہے اور اس بیعت کی سنت کا زندہ کرنا نیز فرمایا۔

ولا یکون ھذا الالمرید حصر نفسہ مع الشیخ وانسلخ من ارادۃ نفسہ وفنی فی الشیخ بترک اختیار نفسہ

یہ نہیں ہوتا مگر اس مرید کے لیے جس نے اپنی جان کو شیخ کی قید میں کر دیا اور اپنے ارادہ سے بالکل باہر آیا اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہو گیا۔ پھر فرمایا۔

ویحذر الاعتراض عی الشیوخ فانہ السم القاتل للمریدین وقل ان یکون مرید یعترض علی الشیخ باطنہ فیفلح ویذکر المرید فی کل ما اشکل علیہ من تصاریف الشیخ قصۃ الخضر علیہ السلام کیف کان یصدر من الخضر تصریفہ ینکرھا موسیٰ ثم لما کشف عن معنا ھا بان وجہ الصواب فی ذالک فیکذا ینبغی للمرید ان یعلم ان کل تصرف اشکل علیہ من الشیخ عندا لشیخ فیہ بین وبرھان للصحۃ.

پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کے لیے زہر قاتل ہے۔ کہ کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے

صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں خضر علیہ السلام کے واقعات یاد کرے کیونکہ ان سے وہ باتیں صادر ہوئی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا، بیگناہ بچے کو قتل کر دینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا یونہی مرید کو یقین رکھنا چاہیے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح نہیں معلوم ہوتا شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے امام ابوالقاسم قشیری رسالہ میں فرماتے ہیں میں نے حضرتِ ابوعبدالرحمٰن اسلمی کو فرماتے سنا کہ ان سے ان کے شیخ حضرتِ ابوسہل صعلوکی نے فرمایا۔

من قال لا نستاذه لم لا يفلح ابدا انسال الله العفو والعافية

جو اپنے پیر سے کسی بات میں کیوں کہے گا کبھی فلاح نہ پائے گا۔

(فتاوی افریقہ صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۲)

شیخ عبدالقادری عیسیٰ الحقائق عن التصوف میں فرماتے ہیں۔

مرید کے لیے ضروری ہے کہ وہ تربیت کے لیے شیخ کے طریقہ کار پر کوئی اعتراض نہ کرے کیونکہ تربیت کے واسطے شیخ اپنے علم وخبر اور تجربہ کی بناء پر مجتہد کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اسی طرح مرید کے لیے یہ مناسب نہیں کہ شیخ کے ہر تصرف کو پرکھے۔ ایسا کرنے سے اس کا شیخ پر اعتماد کمزور ہو جائے گا۔ شیخ کے ساتھ اس کا قلبی اتصال ختم ہو جائے گا۔ شیخ اور اس کے درمیان روحانی استعداد کا رشتہ ختم ہو جائے گا اور وہ شیخ کے سبب حاصل ہونے والے خیر کثیر سے محروم رہ جائے گا۔

علامہ ابنِ حجر ہیثمی نے فرمایا ''جس نے مشائخ پر اعتراضات کے دروازے کو کھول دیا اور ان کے احوال وافعال میں نظر و بحث کرنے لگا تو یہ اس کی محرومی اور برے انجام کی علامت ہے'' (فتاوی حدیثیہ)

صوفیاء فرماتے ہیں جو شیخ سے لِمَا (کیوں) کہے (یعنی چیزوں کی علت وحکمت پوچھے) وہ کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اگر کبھی شیطان کہے شیخ سے مرید کے اتصال اور اعتماد کو ختم کرنے کے لیے، مرید کے دل میں شیخ کے تصرفات کے متعلق شرعی اعتراضات پیدا کرے تو مرید پر لازم ہے کہ ایسے شیطانی وسوسے کو من جانب الشیطان سمجھتے ہوئے فوراً دل سے نکال دے اور شیخ سے حسنِ ظن رکھے اور شیخ کے اس فعل میں کوئی شرعی تاویل یا فکری راستہ تلاش کرے۔ اگر یہ طاقت نہیں کہ اس فعل کی اچھی توجیح کر سکے تو ضروری ہے کہ شیخ سے ادب واحترام کے ساتھ اس کے بارے میں دریافت کرے۔ اس کی تفصیل مذاکرے کے باب میں آئے گی۔ علامہ ابنِ حجر فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں جس نے مشائخ کے لیے تاویل وتوجیح کا دروازہ کھولا، انکے احوال سے صرفِ نظر کیا، ان کے معاملے کو اللہ کے حوالے کیا اور اپنی اصلاحِ نفس کو مقصود بنایا اور مجاہدہ میں مشغول ہوا، ایسا مرید بہت جلد مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

(الحقائق عن التصوف ص ٦٧)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد ابوبکر صدیق عطاری ١٦ صفر المظفر ١٤٢٢ھ ١١ مئی ٢٠٠١ء

خاتمہ

الحمدللہ کتابچہ مکمل ہوا۔ امید ہے کہ میرے لکھے گئے اس کتابچہ کے ذریعے آپ کی معلومات میں اضافہ ہوا ہوگا۔ بیعت کیا اور بیعت ہونا کیوں ضروری ہے اور مرید سے مرید کامل بننے کے لیے کن کن راستوں کو عبور کرنا پڑتا ہے۔ اور ایک مرید صحیح معنوں میں بیعت ہونے کا حق کس طرح ادا کرتا ہے۔

جو مریدین کوئی کامل کا دامن تھام لیتے ہیں اس کی نسبت کا پٹہ گلے میں ڈال لیتے ہیں ان کے لیے شریعت کا راستہ طے کرنا کچھ مشکل نہیں ہوتا بشرطیکہ مرید اپنے مرشد کامل سے بیعت ہونے کا حق ادا کرے۔

عرض گزار ہوں کہ اگر آپ کو کسی پیر کامل سے بیعت ہونے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے تو فوراً اپنے معاملے پر نظر ڈالیے کہ آپ ایک مرید کامل ہونے کی شرائط وعلامات پہ پورا اترتے ہیں یا نہیں اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو الحمدللہ آپ کے لیے اس سے بڑھ کر خوش نصیبی کیا ہوگی کہ آپ ایک پیر کامل کے سایہء رحمت میں آگئے اور اگر آپ ان علامات پر پورا نہیں اترتے تو اس کتابچہ پر نظرِ ثانی کیجئے اور اپنے مرشدِ کامل کے تمام تر آداب بجالانے کی ہمہ تن کوششوں میں مصروف ہو جایئے کہ مرشد کی ناراضگی دین و آخرت دونوں کے لیے تباہی کا باعث ہے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ اپنے مقرب بندوں کے وسیلے سے ہم سب کو اپنے مرشد کامل کے تمام تر آداب بجالانے اور صحیح معنوں میں بیعت ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)